چوں مرگ آید

علامہ اقبال کی بیماریوں اور مرض الموت کی تشخیص

مصنف: ڈاکٹر سید تقی عابدی

ناشر: اقبال اکادمی پاکستان

طبع اول: ۲۰۰۷ء   صفحات: ۲۰۶   قیمت: -/۱۵۰ روپے

ڈاکٹر سید تقی عابدی کینیڈا کے ان معدودے چند اہل قلم میں شمار کئے جاتے ہیں جنہیں کینیڈا، امریکہ، انگلستان، بھارت، اور پاکستان کے سنجیدہ اردو داں ادبی حلقوں میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ وہ اعلیٰ پائے کے کثیر التصانیف محقق، شاعر، تاریخ گو، اور نقاد ہیں۔ یہی نہیں، ان کی انتظامی صلاحیتیں، اور پیشہ ورانہ مہارت بھی مثالی ہے۔ اردو اور بالخصوص رثائی ادب کی ترویج اور فروغ کے سلسلے میں ان کی خدمات کا ایک وسیع سلسلہ ہے۔ انہوں نے اپنے چند احباب کے تعاون سے عالمی پیمانے پر ایسے سیمینار اور کانفرنسوں (انیس، دبیر، اقبال) کے انعقاد کا بندوبست کیا جو برصغیر سے باہر اردو کی ہمہ گیری کو استحکام بخشنے میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''چوں مرگ آید'' علامہ اقبال کی بیماریوں اور مرض الموت کی تشخیص کے بارے میں ہے۔ کتاب کا خوبصورت نام علامہ کے فارسی شعر (نشانِ مردِ مومن با تو گویم / چوں مرگ آید تبسم بر لبِ اوست) سے ماخوذ ہے۔ ''چوں مرگ آید'' ڈاکٹر سید تقی عابدی کی جزئیات رسی، ادیبانہ اسلوبِ نگارش، اور ان کی پیشہ ورانہ طبی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اردو میں میرے علم کی حد تک ایسی کسی کتاب کا وجود نہیں۔ علامہ اقبال اپنی زندگی میں مختلف بیماریوں (کمزور بینائی، دردِ گردہ، جوڑوں کے درد، دل پر اثرانداز ہونے والے عارضے، دمہ، معدے کی تبخیر، گلے کی تکلیف، مسوڑوں کے سوجن، دانتوں کے درد، ملیریا، اور نیند کی کمی) میں مبتلا رہے۔ علاج کے سلسلے میں انہوں نے تیس سے زیادہ معالجوں سے رجوع کیا جن میں چھوٹے، بڑے اور کاملینِ زمانہ الغرض ہر طرح کے ماہر شامل تھے۔ سید تقی عابدی نے ایسے تمام خطوط اور متعلقہ کتابوں کا

مطالعہ کیا جو اس ضمن میں معاون ہو سکتے تھے۔ کتاب کے آخر میں سولہ صفحات پر مشتمل علامہ اقبال کے لکھے ہوئے دو سو اکیاون (۲۵۱) خطوط کی فہرست درج ہے جن میں ان کی بیماریوں کے حوالے ہیں۔ اس کے علاوہ اٹھارہ متعلقہ کتابوں کی ایک دوسری فہرست بھی ہے۔ عابدی صاحب نے ان میں سے ہر ایک کا بغور جائزہ لینے کے بعد طبیبوں کی تشخیص اور پھر علاج کے لئے تجویز کردہ دواؤں کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ کہیں کہیں انہوں نے علامہ اقبال کے معالج کی تشخیص اور طریقِ کار سے اختلاف بھی کیا ہے اور بہتر متبادل علاج کی طرف اشارے کئے ہیں۔ "تشخیص اور علاج کی کوتاہیاں" کے تحت عابدی صاحب کا دلچسپ اندازِ تحریر ملاحظہ ہو:

> علامہ کے آواز بیٹھ جانے کے علاج میں کچھ غلطیاں ضرور ہوئیں۔ ایسا لگتا ہے چڑیا کو مارنے کے لئے توپ استعمال کی گئی۔ چنانچہ چڑیا تو اڑ گئی لیکن دیوار گر گئی۔

سید تقی عابدی صاحب نے منجملہ چند دیگر اصحاب کے اپنے نیو یارک کے شاعر دوست ڈاکٹر عبد الرحمن عبد کی رائے سے بھی استفادہ کیا ہے۔ در اصل مصنف نے ایک انتہائی خشک موضوع کو اپنے قلم کے اعجاز سے اس قدر دلچسپ اور معلوماتی اعتبار سے اتنا بھرپور بنا دیا ہے کہ یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ دیکھو سخنور اس طرح سہرا کہتے ہیں۔ مزید یہ کہ وہ باتوں باتوں میں بعض ادبی گوشے بھی منور کر جاتے ہیں۔ کئی ذیلی تفصیلات عالمانہ تحقیق کا درجہ رکھتی ہیں۔ ڈاکٹر سید تقی عابدی کا یہ کارنامہ اپنی نوعیت کی بے نظیر چیز ہے۔ اور وہ ہم سب کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔

کتاب اقبال اکادمی نے شائع کی ہے۔ اس ادارے کی مطبوعات کو ہر طرح کے عیب سے پاک ہونا چاہیے۔ کمپیوٹر سے حرف سازی کے سبب اب کتابت کے اغلاط کو بآسانی درست کیا جا سکتا ہے۔ "چوں مرگ آید" میں کئی اغلاط در آئے ہیں جو نہ ہوتے تو اچھا تھا۔ دو مثالیں کافی ہونگی۔ مثلاً حافظ شیرازی کا ایک مصرعہ ص۔۴۷ پر یوں ہے:

چوں ندیدند حقیقت در افسانہ زدند

ص۔۱۱۰ پر یہ مصرعہ اس طرح درج ہے کہ خارج از بحر ہوگیا ہے:

چوں نہ دیدن حقیقت در افسانہ زدند

ص۔۱۲۰ پر حکیم نابینا اور ان کی دوا روح الذہب کی تعریف میں علامہ کے تین اشعار پر مشتمل جو بند درج ہے اس کا پانچواں مصرعہ خارج از بحر ہو گیا ہے:

''اس سے زیادہ اور کیا لکھوں میں اے لقماں ملک''

لفظ ''زیادہ'' بروزن ''زادہ'' غلط ہے۔ اور ''لقمانِ'' کی جگہ ''لقماں'' کا بھی مقام نہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ اصل مصرعہ کیا ہے لیکن ایک ممکن صورت یہ ہو سکتی ہے:

اور کیا لکھوں زیادہ اس سے میں لقمانِ ملک

یا

اور کیا اس سے زیادہ میں لکھوں لقمانِ ملک

یا

اور کیا لکھوں زیادہ اس سے اے لقمانِ ملک

پہلی اور تیسری صورت میں لفظ ''لکھوں'' تشدید کے ساتھ ہے۔ لیکن نقل بہ مطابق اصل ضروری ہے۔ بہر نوع، یہ کام اقبال اکادمی کا ہے کہ اپنی مطبوعات کی صحت پر توجہ دے۔

شاہین

آٹوا۔ کینیڈا۔ ۳۱؍ مارچ ۲۰۰۸ء